فطرت الاسلام

بسلسلہ نمبر ۱۱

منجانب ادارۃ التبلیغ لکھنؤ بیادگار مجدد الدین مروج الشرع المتین

حضرت غفرانمآب طیب رمسہ و نور ضریحہ

مصنفہ

قبلہ و کعبہ معین العلماء علامہ ہندی جناب آقا سید محمد صاحب مجتہد العصر

مد ظلہ العالی مصنف حمایۃ الاسلام و فلسفۃ الاسلام وغیرہ

باہتمام جناب سید بنیاد علی صاحب

در مطبع اثنا عشری لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ دین جو فطرت کے مطابق ہو اور انسانی ضرورت کو پورا کرتا ہو وہی سچا مذہب اور انسان کی خلقت کی تکمیل کا سبب ہو سکتا ہے۔
آج دین اسلام کو فطرت کی مطابقت میں نظر کریں دیکھیں تو کہا تک وہ انسانی فطرت سے مطابق ہے۔

خدا تو فرماتا ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (سورۂ روم) خدا کا فطری دین وہی ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا ہے فطرت خدا میں تبدیلی نہیں یہی دین پکا اور سیدھا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے بیشک خدا نے انسان کو فطری دین پر خلق کیا ہے۔

قرآن مجید کا صاف بیان ہے کہ دین وہی سچا ہے کہ فطرت سے مطابق ہو اور دعوے کے ساتھ کہا گیا ہے کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو انسان کا فطری مذہب ہے

توحید فطری

فطرت یعنے خلقت ہے خدا فاطر یعنے خالق ہے انسان کی خلقت و فطرت میں توحید پرستی ہے وہ فرماتا ہے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ھذا غافلین او تقولوا انما

اشرک ابائنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا
بما فعل المبطلون وکذلک نفصل الآیات ولعلھم یرجعون
اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتون سے انکی اولاد کو نکالا اور انکو انکی
جانون پر گواہ دیا۔ کیا مین تمہارا رب نہین ہون وہ بولے کیون نہین ہم اقرار کرتے
ہین (یہ ایک الہامی طرز بیان ہے خاص وعام کے سمجھانے کے لیے ارواح
انسانی کی فطرت مین جو وسنے اقرار ربوبیت کا خاصہ ودیعت رکھا ہے اسکو
بیان کیا ہے) ہمنے ایسا اسلیے کیا یعنے اقرار ربوبیت کا خاصہ جو ارواح انسانی
مین مودع ہے اسکی حقیقت تمکو اسلیے یاد دلائی گئی کہ "ان تقولوا" کہین
قیامت کے دن تم یہ نہ کہو کہ ہم اس خاصیت فطرت سے واقف نہ تھے
او تقولوا انما اشرک اباؤنا یا یہ کہو کہ اس سے پیشتر ہمارے باپ دادا
دونون نے شرک کیا اور ہم انھین کی اولاد تھے (تقلید رسمی کے طور پر یہ
شرک ہمین آگیا اور موروثی طور پر اسے مانتے چلے آئے) کیا ہمین اہل باطل
کے افعال پر جو ہمکو موروثی طور پر ملے ہین ہلاک کریگا۔
وکذلک نفصل الآیات اسیطرح سے ہم حقایق فطرت کو
کھولکر بیان کرتے ہین کہ لوگون کو روح کا فطری خاصہ معلوم ہو جاوے اور
ایمان لاوین جان لین کہ اپنے رب کے پہچانے کے لیے اپنی ہی عقل کافی ہے
فطرت گواہ ہے۔ پھر تقلید جاہلانہ پر اڑنا یا خدا کو چھوڑکر اورونکو معبود سمجھنا
سخت درجہ کی حماقت اور ضلالت وسفاہت ہے۔
ولعلھم یرجعون اور تاکہ تقلید آبائی سے وہ منھ موڑکر حقیقی
رب مربی ومحسن کیطرف دل سے رجوع کرین "
ان آیات مین خدا نے روح کا فطری خاصہ (اقرار ربوبیت) اور وہ تعلق جو
ارواح انسان کو خدا کے ساتھ ہے ایسی خوبصورتی سے عمدہ پیرایہ مین بیان
فرمایا ہے کہ جس سے بڑھکر کسی حکیم وفلاسفر کی طاقت نہین کہ بیان کرسکے

خدا نے روح کا حادث ہونا بھی بیان فرمایا ہے اور روح کو جو تعلق رب
کے ساتھ ہے اوسکا بھی ذکر فرمایا ہے۔ روح پر خدا کی سچی حکومت بھی
بیان فرمائی۔ ایک طرح پر روح کی حقیقت بھی بیان فرما دی اور روح
کی فطرت مین اپنی ربوبیت کا اقرار جو ودیعت رکھا ہے اور جو خدا کے خالق
ورب الارواح ہونے پر بدیہی شہادت ہے اوسکا بھی ذکر فرمایا"
واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم تیرے رب نے بنی آدم کی
پشت سے اونکی اولادون کو نکالا۔ یہ بات ظاہر کر دی کہ آدم کی روح علیحدہ
ہے انکی اولاد علیحدہ ہے۔ اولاد کی اولاد کی روح علیحدہ ہے تناسخ کے طور
پر نہین ہے کہ آدم و بنی آدم کی ارواح ایک ہی ہو جو آواگون کی طرح
دوسرے قالب مین پڑتی چلی جاوین بلکہ سب کی روحین جداگانہ ہین جو
خدا کی مخلوق اور اوسکی ربوبیت کے آثار ہین۔

اذ اخذ ربک تیرے رب نے لین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح
خدا کی ربوبیت کے احاطہ کے نیچے ہین اور ارواح کا وجود و بناء قیام خدا ہی
کی ربوبیت اور اسکے سہارے سے ہے اور ارواح انسانی خدا کے صفت
ربوبیت کا ظہور ہین۔ جو اوسکے ارادہ اور حکم اور قدرت سے نقش ظہور پکڑ گئین
اور خدا کی صفت ربوبیت کا ظل ہو کر خدا کی طرح عالم صغیر مین متصرف و مدبر
ہین۔ مدارک کلیات و جزئیات و متصرف بالالات خدا کی صفت ربوبیت
کے مظہر اور اوسکے رنگ قدرت سے رنگین ہین جبھی تو پکار اوٹھین اور برابر
پکار رہی ہین قالوا بلی کیون نہین ضرور تو ہمارا رب ہے اور جبھی
تو خدا کا سچا تصرف اور قبضہ تسلط انپر قائم ہوا اور اوسکی حکومت انپر جائز
ہوئی اور اونسے ربوبیت کے اقرار پر قائم رہنے کا خواستگار اور دعویدار ہوا
اگر وہ اوسکی مربوب و مخلوق نہ ہوتین تو خدا کو انپر قبضہ جمانے تسلط بٹھلانے
رب الارواح کہلانے کا کوئی استحقاق نہ تھا نہ روحون کے لیے ضروری تھا

وہ خدا کی سچی فرمانبردار ہوتین اوسکی حکومت کو ہمیشہ کے لیے بلا اکراہ اپنے اوپر منظور کرتین اوسکے صفات کا کامل مظہر بنتین۔ یہ سب باتین اسبات کی بدیہی شہادت ہین کہ روح خدا ہی کی پیدا کی ہوئی ہے اسکی قدرت کا نشان ربوبیت کا ظہور شان ہے اور خدا کو استحقاق ہے کہ ہر ایک روح سے اپنی ربوبیت کا اقرار علانیہ کرائے اس سے اطاعت کرائے نیک و بد کا موپر جزا و سزا دے اور روحین سر تسلیم خم کرین۔

حدیث مین ہے کہ خدا نے عرفات کے مقام پر حضرت آدم کے پشت سے تمام اولاد کو نکالا اور چیونٹیون کیطرح انکو صف باندھکر کھڑا کیا پھر اونسے سوال کیا مین تمھارا کیا رب نہین ہون۔ بولے کیون نہین۔ اسپر خدا نے فرمایا مین تمھارے اس اقرار پر ساتون آسمان و زمین کو اور تمھارے باپ آدم کو گواہ کرتا ہون اور خوب سمجھ لو کہ میرے سوا تمھارا کوئی معبود نہین ہے میرے ساتھ شرک نہ کرنا اور مین اس اقرار کی یاددہی کے لیے تمھارے پاس انبیا کو بھیجونگا اور کتابون کو اتارون گا۔

یہ حدیث بھی نبوت کا ایک طرز بیان ہے جسمین فطرت انسانی مین اقرار ربوبیت کے مودع ہونے کو حسی پیرایہ مین ظاہر فرمایا گیا ہو جسطرح سے خدا نے قرآن مجید مین اور کئی جگہ بعض معارف کو بیان کیا ہے سورۂ احزاب مین فرماتا ہے۔ اذا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقنا فیها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا ہمنے امانت و ذمہ داری کو (جو انسان پر عائد ہے) آسمانون اور زمینون اور پہاڑون پر پیش کیا اور انپر لادنا چاہا تو اونھون نے اسکے اٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے اور انسان نے اس بوجھ کو اوٹھا لیا۔ یقیناً وہ بڑا ظلوم و جہول ہے۔

اب دیکھیے خدا نے ایسے پیرایہ مین ظاہر فرمایا ہے کہ وہ ڈیوٹی جو انسان کے متعلق ہے پہاڑ اور زمین و آسمان مین سے کسیکی فطرت مین اوسکے اوٹھانے کی قابلیت نہ تھی صرف انسان ہی مین تھی۔ اور جو فرایض و خدمات انسان سے متعلق ہین وہ زمین و آسمان پہاڑ وغیرہ سے نہ اوٹھ سکے صرف انسان ہی مین اس بوجھ کے اٹھانے کی قابلیت تھی اور وہی فطرتاً اس بار امانت کے اوٹھانے کے قابل تھا اسیطرح سے اس حدیث مین حضرت آدم اور اونکی اولاد کی فطرت مین اقرار ربوبیت کے مودع ہونے کو ایک قصہ کے پیرایہ مین ادا فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مقام عرفات مین (عرفات کو اسلیے خاص کیا کہ یہ لفظ مشتق ہے معرفت سے ربوبیت کی معرفت کے لیے یہی مقام موزون تھا) خدا نے پشت حضرت آدم سے تمام اولاد نکالی (یہبھی ممکن ہے تمثیلی پیرایہ ہو گویا جسقدر اولاد آدم تا قیامت پیدا ہونیوالی تھی سب کی فطرت مین یہ اقرار مودع ہے) اور سب سے اقرار ربوبیت کیا زمین و آسمان کی شہادت یہ ہے کہ ہر شیے آسمان و زمین کی خدا کی خالقیت اور ربوبیت پر بدیہی دلیل ہے کہ ضرور کوئی عظیم الشان قیوم ذات ہے جسکے طفیل مین سب اشیاء کا وجود و بقا ہے۔

اور حضرت آدم کی شہادت یہ ہے کہ جسطرح سے حضرت آدم خدا پرست تھے سب کو اسیطرح خدا پرست ہونا چاہیے اور اپنے بزرگ باپ کی تقلید کرنا چاہیے اور جسطرح سے انکی فطرت مین اقرار ربوبیت مودع ہے اسیطرح سے ہر ایک انسان کی فطرت مین اسکا نقش موجود ہے جسکے یاد دلانے کے لیے متواتر انبیاء و رسل تشریف لائے (صلوات اللہ علیہم اجمعین)

قرآن مجید بتا رہا ہے کہ خدا نے موجودات پر قہری حکومت نہین رکھتا بلکہ موافق آیہ کریمہ الست بربکم قالوا بلی ہر ایک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت در وحانیت سے بلا جبر و اکراہ خدا کا فرمانبردار ہے اوسکی طرف

جھکنے کے لیے ہر ایک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات کی ہے کہ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اوسکی طرف جھکنے کے لیے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اوسکی طرف سے ہے انسان پر منحصر نہیں ہے زمین و آسمان اوسکے مطیع ہیں فقال لها وللارض ائتيا طوعا او كرها قالوا اتينا طائعين زمین و آسمان پر منحصر نہیں ہے ہر شیے اوسکی طرف جھکتی ہے ان من شیء الا یسبح بحمدہ ہر شیے اسکی پاکی اور اسکے محامد بیان کر رہی ہے۔

انسانی فطرت کا کیا ذکر ہے حیوان تک اپنی آزادی کو کسی کی غلامی و محکومیت کے لیے دینا نہیں چاہتے اور کسیکو اپنے اوپر افسر و حاکم نہیں دیکھ سکتے ایک کی حکومت بھی اسے گوارا نہیں چہ جائیکہ تین چار ملکر یا سو پچاس اکٹھا ہو کر لیکن جب عبدیت و غلامی سے چارہ نہو اور سوال کیا جاوے کہ کس کو محکوم بنا ہو گا ایک کی حکومت چاہیے ہو یا متعدد لوگوں کی۔

فطری جذبات پکار اوٹھینگے ایک کی۔ اور یہی فطری توحید پسندی ہے پالیمنٹری حکومت بیشک طبایع کو مرغوب ہے اور غرض اسکی صرف استبدادی حکومت شخصی سے نجات حاصل کرنا ہے اور جب بجائے ایک کے دس ہوں اور رعایا کے نمائندے نہوں سب کے سب مستقل ہوں یا حکومت کے انتخاب سے ہوں تو وہ کروڑوں ہوں تو کیا مفید ہو سکتے ہیں بلکہ جسقدر اونکی کثرت ہوگی مضر ہونگے خدائی پالیمنٹری جسمیں بہت سے معبود اور خدائی کرنے والے ہوں بندوں کا جہاں دست رس نہو وہ ایک وبال جان ہوگی ایسی پالیمنٹری سے شخصی حکومت ہزار درجہ بہتر ہے فطرت کی آزادی سلب کیجاوے تو وہ بجز ایک حاکم کے دوسرے کو ہر گز

قبول نہ کریگی اور یہی فطری توحید ہے۔ بے نظیری، بے مثالی، یکتائی، تفرد اور انکے تمام مرادف الفاظ فطرت کے انتخابی الفاظ ہین انسان کیا حیوان تک مین فطرتاً ہر خصلت و عادت اور ہر جذبہ سے وحدت و تفرد ٹپکتا ہے یہی بے نظیری و بیمثالی و وحدت کے مناسب و فطرت کی منتخب کردہ صفت ہے جو خالق کے لیے اسلام ثابت کرتا ہے۔

انسانی تصورات پر نظر کرو جب کسی شیئے مجہول کی معرفت ہوتی ہے ابتداے تصور ہمیشہ وحدت کی صورت مین ذہن مین آتا ہے یہ ایک فطری خاصہ ہے۔ پھر اسکے آثار و خواص تدریجی کثرت اور تعدد کو پیش کرتے ہین خالق کائنات اور واجب الوجود کا تصور بھی عالم تصورات مین داخل ہے اسکی ابتداے معرفت توحید ہی ہے ہر کثرت و تعدد اسکا تصورات خارجیہ ہوگا جو اثبات مین محتاج دلیل و برہان کے ہونگے فطری نہونگے فطری صرف توحید ہی ہے جو انسان کے آب و گل مین ہے اور اسی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا نے انسان کو توحید پر خلق کیا ہے اور وہی دین قیم اور اسلام ہے

فطری محبت

انسان کی فطرت مین ہے کہ محبت کرنے والے سے انس کرے اور ظالم و جابر سے متنفر ہو اور بھاگے اپنے سے بالا قوت کا سہارا ڈھونڈھے اور اسکی توجہ اور محبت کا دل سے جویا ہو۔ یہ ایک فطری اقتضا ہے جس سے انکار فطرت کا جھٹلانا ہے۔ خدا کی قرآن مین خاص صفت محبت، رافت، مہربانی رحم و کرم ہے واللہ رؤف بالعباد خدا بندون پر بیحد مہربان ہے واللہ غفور رحیم خدا بخشندہ رحم کرنیوالا ہے واللہ ودود رحیم خدا بہت محبت کرنیوالا رحیم ہے واللہ یحب التوابین خدا توبہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے واللہ یحب المتقین خدا ڈرنے والون سے محبت کرتا ہے۔ اس سے زائد کونسی اطمینان بخش تعلیم ہوسکتی ہے خالق و صانع

حاکم و معبود کی معرفت کے بعد دل کی گھبراہٹ طبیعت کی وحشت و دہشت حقیقت و اضطراب نہیں معلوم وہ حاکم کیسا ظلمی و جابر ہو اور کیونکر ظلم و زور زبردستی سے حکومت کرے یہ وحشت فطری ہے جو ہر محکوم کو حاکم سے ہوتی ہے اور وہ اسیوقت برطرف ہو سکتی ہے جب حاکم اپنی رافت و مہربانی شفقت و محبت کا اعلان کرکے محکوم کو مطمئن کر دے۔

اس سے زائد فطری اطمینان کہانسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مخلوق سے کہدے وہ ان اللہ معکم خدا تمھارے ساتھ ہے تمھاری ہر حالت کا نگران ہے اس معیت کو خطبہ نہج البلاغہ میں جناب امیر نے بتایا ہے "خدا ہر شے کے ساتھ ہے مگر کسی سے ملا نہیں ہے اور ہر شے سے اسکو مغائرت ہے لیکن کسی سے علیحدہ نہیں ہے" بتایا ہے کہ خدا کا ہر شے کے ساتھ ہونا زمانی نہیں یعنے خدا کی عمر اتنی ہے جتنی مخلوق کی ہے یا مکانی ہر شے کے ساتھ ہونا یعنے فلان مخلوق کے ساتھ پہلو میں ہے یا چھت پر ہے یا عرش پر ہے خدا کو ایسی معیت کسی مخلوق سے نہیں ہے اوسکی معیت قیومیہ ہے یعنے جیسے علت کو معلول سے معیت ہوتی ہے اینما تولوا فثم وجہ اللہ جسطرف جس سمت جس جگہ میں خدا کو ڈھونڈھو اسیطرف اسکو متوجہ پاؤگے وہ خالق اپنی تمام مخلوق کیطرف یکساں متوجہ و نگران ہے۔

اسی طرح سے مغائر ہے جمیع مخلوقات سے یعنے ذات احدیت ممتاز ہے ہر شے سے اور یہ امتیاز اوسکو زمانی و مکانی مفارقت و جدائی کیوجہ سے نہیں ہے بلکہ ہر حیثیت سے اوسکو اپنی مخلوقات سے مباینت کلیہ ہے کسی شے کو خدا پر قیاس کر سکتے ہیں نہ خدا اسکو کسی شے پر قیاس کر سکتے ہیں۔

پھر جس مذہب میں یہ تعلیم ہو کہ خالق رحیم کریم مہربان شفقت و محبت کرنے والا ہی وہ کیسا فطرت کے اقتضا کو پورا کرنے والا ہوگا اور جس مذہب سے مذہب میں ظلم و جبر روا ہو سکتا ہے اوسکی بنیاد صداقت و انصاف پر

عطا و محبت پر ہے جو مخلوق کی فطرت کی سیرابی کا سرچشمہ ہو اسی سے تو
جناب امیر خطبۂ نہج البلاغہ مین فرماتے ہین "خدا کی مخلوق اس سے مانوس
ہے اور ہرگز متنفر نہین ہو سکتی" بیشک فطری تنفر کے اسباب جہانسے مفقود
ہون وہان انس بھی انس ہے۔

اپنے خالق و صانع سے اس سبب سے کہ اوسنے خلق کرکے احسان کیا
انس ہوتا ہے۔ جو اپنی حالت کا نگران ہو اس سے بھی انس ہوتا ہے جسکا
کوئی ہم مثل و نظیر نہو اس سے بھی انس ہوتا ہے جو شفیق و مہربان مخلوق
کی حوائج و ضروریات کا پورا کرنے والا ہو اوس سے بھی انس ہوتا ہے یہی
وجہ ہے کہ خالق کو مخلوق سے فطری انس ہے جسکو قرآن مجید مین فرمایا ہے
کل شئی یسبح بحمدہ ہر شے اپنے خالق کی صناعی و خلاقی کی حمد و ستائش
کی تسبیح خوان ہے "جس چیز کو دیکھو اور ہر چند عیب جوئی کرو ہر عیب مین
لاکھ لاکھ بناؤ و حسن اوسکی مخلوق مین نکلینگے جسکو دیکھ کر بیساختہ خالق کی حمد
و ستائش مین سبحان اللہ زبان پر جاری ہوتا ہے ہر مصنوع اپنے صانع اور
کاریگری کی اعلی مصنوع ہونے مین زبان حال سے اسکے کمال کی مدح
خوان ہے اور اطاعت و فرمانبرداری جو لازمہ انس ہے ہر شے کے خمیر مین
ہے ہر حال مین اوسکی طرف مرجع اور اوسی طرف میلان ہے فطری ہے
ملحدین و منکرین تک فطرتا اوسکی بارگاہ کیطرف جھکتے اور سر تسلیم خم کرتے
ہین معصوم نے ایک زندیق کو اسی فطری معرفت سے معرفت اشارہ کرکے
خدا کا وجود ثابت کیا ہے دریافت کیا کبھی تجکو سفر دریا پیش ہوا عرض
کی بار ہا۔ پھر ارشاد ہوا کبھی تیری کشتی طوفانی بھی ہوئی اور تو خائف بھی
ہوا عرض کی ہان ارشاد ہوا خوف کے وقت تیری کیا حالت تھی عرض
کی ایک پوشیدہ قوت جسکے بچالینے کی
متوجہ تھا۔ ارشاد ہوا وہی خدا ہے جسکی طرف

یہی فطری انس ہے جو خالق کی عدالت و انصاف و محبت کی نمایاں دلیل ہے۔

اسلام کے یہی دو اصل اصیل ہین توحید و عدالت جو ہر طرح سے فطرت کے مطابق اور ہر حال مین فطرت کے جذبات کے متقاضی ہین اسیکو خدا نے فرمایا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا انسانی فطرت وہی ہے جسپر خدا نے اوسکو خلق کیا ہے لا تبدیل لخلق اللہ مخلوق الہی مین تبدیلی نہین لہٰذا فطرت بھی نہین بدل سکتی وہی ایک فطرت ہوگی جسپر انسان کی خلقت ہوئی ذلک الدین القیم یہی دین قیم ہے جو بمقتضائے فطرت ہو اور وہ بھی فطرت کیطرح سے غیر متبدل ہوگا ولکن الناس لا یعلمون لیکن اکثر جاہل لوگ اسکو نہین سمجھتے۔

اسی سے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ و ینصرانہ و یمجسانہ ہر بچہ فطرت پر (اسلام) کی پیدا ہوتا ہی پھر اوسکے مان باپ اپنے رنگ مین رنگ کر یہودی و مجوسی یا نصرانی بنا لیتے ہین۔ صاف بتایا ہے کہ بچہ کی فطرت جو کچھ بھی ہے وہی دین الٰہی ہے اور اوسی کا نام اسلام ہے دین خدا کا پتہ بچہ کی فطرت سے ہو سکتا ہی اور انسانی فطرت کا اندازہ بچہ کی حالت سے ہوتا ہی جسکو آنحضرت نے نہایت مختصر الفاظ مین بیان فرمایا ہی جسکو بینائی ہو دیکھین۔

جب بچہ پیدا ہوتا ہے ایک عرصہ تک ایک قسم کی بیہوشی مین پڑا رہتا ہی ادھر وہ کچھ بڑا ہوا اسلامی فطرت ہر ہر فعل سے اپنے ظاہر کرنے لگا۔ رقت کا طاری ہونا اور ہر وقت روتے رہنا مان باپ اور اعزا کا گود دوکا بدلنا بہلانا ٹہلانا کچھ مفید نہین ہوتا رو رو کر گھر والون کو پریشان کر دیتے ہین رطوبات دماغی کا تنقیہ آنسو سے ہوتا رہتا ہے فالج و لقوہ گٹھیا وغیرہ امراض مرطوبہ سے فطری اصلاح ہوتی رہتی زائد رونا کم ہنسنا مفید ہے

قرآن مجید مین ہے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون
تھوڑا کم ہنسنا چاہیے اور بہت زائد رونا چاہیے جزا مین اوسکی جسکو تم اختیار
کیے ہو۔ انسان کے فطری واکتسابی حالات کا اقتضا یہی ہے کہ زائد رونا
لگا رہے جو انجام مین تدبر کی راہ سے بہت مفید ہے دلی مغموم و محزون
رہنا انسان کو لہو و لعب بیکاری سے روکتا ہے انما الحیوۃ الدنیا
لہو و لعب و زینۃ و تفاخر زندگانی دنیا لہو و لعب اور زینت و مفاخرت
ہے۔ بیشک دنیا کی ہر بات مین لہو و لعب ہی ہر شے اوسکی زینت و تفاخر
شیخی و تکبر کا سبب ہے اوسکی روح و اصلاح دل محزون سے ہوتی ہے
افسردہ دل شیخی و تفاخر بھلا کیا کریگا دل رنجور لہو و لعب مین کب مبتلا
ہو سکتا ہے غمگین کب زینت کیطرف توجہ کر سکتا ہے ایسا پژمردہ دل دنیا
مین جو کچھ کریگا انجام مین تدبر سے بیکار و بیفائدہ ایک سکنڈ نہ ضایع
کریگا خود جسمانی و اخلاقی امراض سے بچنے کے واسطے فطرت انسانی
مین غم و اندوہ کو رکھا یا بچے کے تڑپنے اور پھڑکنے سے اور کسی لہو و لعب
بہلنے کا سبق دیا ہے کہ دنیاوی لہو و لعب کی باتین تمکو انجام سے غافل
نہ ہونے دین کوئی بات ضبط غور و فکر و نتیجہ ہونے پاسے ہنسی مذاق
بے فکری و لاابالی باتین جمع کرو دنیا کھیل کود کا مقام نہین کام کرنیکی
جگہ ہے۔ پھر زائد ہنسی مذاق بے رعبی کا سبب وجاہت دنیا کے کم ہونے کا
باعث ہوتا ہے ابتدا ہی سے بچہ اپنی عزت و وجود کو دوسرون کی نظر مین
قائم کرتا ہے اوسکی ہستی غیرون کی نظر مین با عزت ہوتی ہے کہ بچے ایک
بلک کر رونے سے تمام گھر والون کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہر ایک کو اپنی
پرستاری و دلجوئی پر راغب کرتا اپنے وجود کو با عزت بنا لیتا ہے۔ عمر زائد
ہونے پر ایسے افعال نہ کرنا چاہیے جو حقارت کا موجب ہون لوگون کی
بے توجہی و عدم التفات کا سبب ہوا [illegible] دنیا مین [illegible]

ہو کے ساتھ بڑھتا رہے یہ بات ہنسی مذاق چہل ٹھٹھے سے نہین حاصل ہوسکتی لہذا کم ہنسنا فطرت انسانی کے موافق اور لہو و لعب و تفاخر مضر و خلاف فطرت انسانی ہے۔

صداقت

سچائی بچون کا شعار ہوتا ہے دل انکا سچا، باتین انکی سچی، سب کام انکا سچا انکے کسی کام مین تصنع اور بناوٹ نہین ہوتی جس قسم کی بات اونسے پوچھو سب سوالون کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے ہین اونکے سادہ دل اس بات سے مطلق واقف نہین کہ کونسی بات چھپانے کے قابل ہے اور کونسی کہنے کے قابل نہین ہے اونکا نیک دل سبکو نیک سمجھتا ہے اونکے دلمین یہ خیال نہین ہوتا کہ لوگ کسی بات کو بری نیت سے بھی پوچھتے ہین قرآن مجید مین ہے "واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل" خدا حق و راست کہتا ہے اور وہی راہ حق و صواب کی ہدایت فرماتا ہے، خود بھی صادق انسان سے بھی صداقت کا خواہان اور راہ صدق پر چلنے کا طالب ہے جس صدق و صواب کو اوسنے فطرت انسانی مین ودیعت کردیا ہے

انکسار

ان بچون کے دلون مین غرور و گھمنڈ بالکل نہین ہوتا ایک ادنے و ذلیل آدمی بھی اوس سے پیار سے ملے اوسکی گود مین جانے کو مستعد ہین اونکی نظرون مین کم رتبہ و عالی مرتبہ سب برابر ہین مسند و فرش زمین سب یکسان ہین جہان بٹھا دو بیٹھ جانے کے لیے تیار ذرا بھی برا نہ مانین گے۔ غرور و گھمنڈ تکبر و شیخی انسان کی فطرت مین نہین ہے پھر شیخی و تکبر خدا کو کب پسند ہوسکتا ہے قرآن مجید مین ہے "لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا" وہ لوگ شیخی و تکبر کا قصد نہین کرتے اور نہ زمین پر فساد کرتے ہین پھر فرماتا ہے ان اللہ لا یحب کل مختال فخور، خدا دوست نہین رکھتا

اوسکو جو اکڑا اور فخر کرے۔

بخشش

انکے سادہ دلون مین کسی طرح سے برائی نہین جمتی ابھی انکو کسی نے مارا تھوڑی دیر کے بعد خود سے چمٹتے ہین۔ عفو و بخشش انکا فطری خاصہ ہے قرآن مجید مین ہے ”ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا“ ابتدا ہی سے بھلائی کرو یا پوشیدہ نیکی کرو بدی سے درگذر کرو اور بخشدو خدا بخشندہ بڑی قدرت والا ہے پھر فرماتا ہی ”ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم“ تمکو درگذر کرنا چاہیے اور بخشش و بھلائی لازم ہے کیا تمکو یہ بات محبوب نہین کہ خدا تمسے درگذر کرے اور خدا بڑا بخشنے والا رحیم ہے۔

بخشش و عطا کا حکم ہے اور اس صفت کے اختیار کرنے پر خدا نے اپنی بخشش و عطا کا امیدوار کیا ہے اور فطرت مین انسان کی اس علی صفت کو رکھدیا ہے۔

محبت والدین

ان بچون کے دل مین کیسی سچی محبت ہوتی ہے مان باپ مارتے اور لڑکاتے ہین مگر یہ رو رو کر انھین سے لپٹے جاتے ہین قرآن مجید مین ہے ”فلا تقل لھما اف وقولوا لھما قولا لینا ولا تنھرھما“ مان باپ کی سختی پر اُف بھی نہ کرو اور نرمی سے ان سے گفتگو کرو اور نہ انکو دھتکارو۔ جو فطرت مین خاصہ رکھا گیا ہے وہی حکم بھی ہے۔

علم

چھوٹے بچے علم کے کیسے شائق ہوتے ہین ہر وقت لوگون سے پوچھتے رہتے ہین یہ کیا ہے، اکہان سے آیا، کیونکر بنایا، کیا نام ہے، پوچھتے پوچھتے دق کر دیتے ہین ہر چیز معلوم کرنے کی انکو کیسی خواہش ہوتی ہے وہ نہین جانتے

اِن باتوں کے معلوم کرنے سے کیا فائدہ ہے قرآن مجید مین ہے اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم پڑھو خدا بزرگ داشت واکرام کرتاہے جسنے تمکو تحریر وکتابت کا علم حاصل کرایا ہے اور وہ باتین اور علوم سکھائے جسکا انسان کو علم نہ تھا ہر قسم کی تعلیم وکتابت کو خدا کی بزرگداشت واکرام کہا ہے۔

محنت وجفاکشی

یہ لڑکے کیسے محنتی وجفاکش ہوتے ہین بیکاری وکاہلی سے انھین سخت نفرت ہوتی ہے کسی جگہ بیکار بیٹھنا نہین چاہتے گو انکے سارے دھندے ہماری نظر وںمین بیکار ولغو وہمل معلوم ہوتے ہین لیکن کیسے سچے جوش سے وہ مشغول رہتے ہین کبھی کوئی دیوار مٹی کی بناتی اور کبھی ریتلی زمین پر کیاریان بن رہی ہین کبھی لکڑی کا گھوڑا زیر ران ہے پسینے مین غرق ہین دھوپ مین جل رہے ہین لیکن اپنے کام مین مشغول ہین۔ قرآن مجید مین کسل وکاہلی وبیکاری کی سخت مذمت ہے ہر وقت کاروبار مین لگا رہنا ایک بڑی بھلائی کی بات ہے کبھی قرآن مجید مین فرماتا ہے وما اعملوا آل داؤد شکرا اے داؤد کے فرزندو نیک کام کرو کبھی فرماتا ہے ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ اگر بقدر ذرہ کے نیک کام کیا تو فوراً بھلائی کو دیکھے گا کبھی نیک کام بیکار نہین جاتا ضرور بدلہ ملکہ نتیجہ انسان کو ملتا ہے کبھی ترغیب کی راہ سے فرماتا ہے ومن عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا وما ربک بظلام للعبید جسنے نیک عمل کیا اسکا پھل اوسکی ذات کے لیے ہے اور جسنے بدی کی اوسکا برا ثمرہ ہے اور خدا تیرا بندو نپر ظلم نہین کرتا ہے۔ عمل نیک کرنیکی ترغیب ہے اچھا کام کروگے تو تمھین فائدہ یقین ہوگے کبھی فرماتا ہے ومن جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا جسنے ایک نیک کام کیا اسکے واسطے

دس کتنی منفعت ہے۔

بے ثباتی دنیا

بچون کی طبیعت ذخیرہ اور خزانہ اندوختہ کرنے سے مستثنیٰ ہے اچھی سے اچھی چیز اچھی توڑ کر پھوڑ کر پھینکدیتے ہین جس سے آیندہ پھر اس سے بہتر ملجانے کی اونکو توقع ہوتی ہے دنیا کے اشیاء کو فانی سمجھتے ہین اس لیے بہت جلد اونکے دل سے محبت اوس شیے کی زائل ہوجاتی ہے خدا نے بے ثباتی دنیا اور اشیائے دنیا کے فانی ہونے کو بار بار قرآن مجید مین ذکر فرمایا ہے دنیا مین آلودگی و استغراق و اوسی کا ہو رہنا آخرت کو بھلا دینا سخت سے سخت اوسکی مذمت کی ہے فرماتا ہے " من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب جو شخص دینی کھیتی چاہتا ہے اوسکے لیے ہم اوسکی کھیتی کو بڑھاتے اور زائد کرتے ہین اور جو دنیاوی کھیتی چاہتا ہے وہی اوسکو ملتی ہے آخرت مین اونکا کوئی حصہ نہین ہے پھر فرماتا ہے " فمتاع الحیوۃ الدنیا وما عند اللہ خیر و ابقی زندگانی دنیا کی کمائی کی خدا کے نزدیک کوئی بہتری نہین ہے اور نہ وہ باقی رہنے والی ہے۔

حسن اشیاء

بچون کی نظر مین ہر چیز اچھی معلوم ہوتی ہے کسی چیز کو بری نظر سے نہین دیکھتے گھوڑا ، پانی ، دولہا دلہن ، چاند ، تارے ہر شیے سے خوش ہین قرآن مجید مین ہے سنریہم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق قریب ہے کہ تم ہماری قدرت کی نشانیون کو دنیا مین اور خود اپنے نفسون مین دیکھوگے جس سے تم پر ظاہر ہو جائیگا کہ جو ہوا ہے یہی حق ہے انسان تدبیر و غور و فکر کے بعد آیات الٰہی کے حق ہونے کو

سمجھتا ہے اولا-پالا-بارش-سیلاب-کڑک-چمک-کوئی شیے بے مصلحت
نہین ہر ایک بجاے خود انسان کے لیے موافق مصلحت جناب احدیت
ہے لیکن بچہ بدون تدبر اون نشانیون سے خوش ہے اور وہ دنیاوی
ہر شیے کو کھیل کود کی بات جانتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے انما الحیوۃ
الدنیا لھو ولعب زندگانی دنیا کی ہر شیے کھیل کود کی چیز ہے۔

اخوت

بچہ اپنے ہم جنس دوسرے بچہ کو اگر دیکھ لیتا ہے مچل کر گر دسے اتر پڑتا ہے
اور کمال تپاک و محبت سے میل جول کی باتین کرنا شروع کرتا ہے
اوسکو قومی تفریق اختلاف زبان اور حسب و نسب کی پستی کچھ بھی
مانع انس نہین ہوتا گروہ کے گروہ ہیئت اجتماعیہ سے برابری و اخوت
و برادری کا برتاؤ برتتے ہین سب کے سب کھیل مین لگتے ہین و ہم
خیال اور یک دھن سے مشغول ہوتے ہین اور جو بچہ بھی اوس کھیل کا
مخرب ہوا فوراً بچہ رو ٹھ بیٹھے سب بنا بنایا کھیل دفعتاً بگاڑ بیٹھے سب
مل گئے اوسکو بائیکاٹ کیا ہیئت اجتماعیہ کی مخالفت کسی بچہ کے
ننھے سے دل کو ایک دقیقہ بھی گوارا نہین یہ بھی اعلیٰ صنعت انسان
کی سرشت و خلقت مین ہے جسکو قرآن مجید مین بہت زور سے بتایا ہے
اور اوسکی تاکید کی ہے انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم
مومنین ایک دوسرے کے بھائی ہین پس تمکو بھائیون سے صلح و آشتی
چاہیے واتقوا اللہ یہی تو پرہیزگاری کی نشانی ہے لعلکم ترحمون
خدا بھی تمہارا اس آشتی پر رحم کرتا ہے۔
برادری و آشتی کے حدود قائم کرکے فرما دیے ہین۔
فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم
اے مومنون کوئی قوم کسی قوم کا تمسخر نہ کرے کیونکہ عجب ان یکونوا

خیرا منھم ممکن ہے کہ وہ قوم تم سے بہتر ہو اور تمھارا تمسخر غلطی اور باطل راہ سے ہو ولا نساء من نساء ایک عورت دوسری عورت کا بھی تمسخر نہ کرے اسلیے کہ عسیٰ ان یکونوا خیرا منھن ممکن ہے کہ وہ عورتین تم سے بہتر ہون۔

دوسرے یہ کہ ولا تلمزوا انفسکم اور نہ عیب دار بناؤ اپنے نفسونکو

تیسرے یہ کہ ولا تنابزوا بالالقاب کسیکو برے نامون سے نہ یاد کرو اسلیے کہ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ایمان کے بعد فسق کے نام برے ہین۔

چوتھے یہ کہ یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن اے ایمان والو گمان بد سے بچو وہم پرستی چھوڑو اسلیے کہ ان بعض الظن اثم بعض سے گمان خلاف واقع اور بعض بدگمانی کی راہ سے ہوتے ہین اور گناہ ہین۔

پانچوین یہ کہ۔ ولا تجسسوا کسیکی حالت کا تجسس اور ٹوہ نہ کرو ٹوہیا ہمیشہ ذلیل و خوار ہے اوسی کی وجہ سے دوسرے مبتلا ہوتے اور وہ دوسرون کے ہاتھ مین مبتلا رہتا ہے اخوت و اصلاح کی بیخکنی ہوتی ہے

چھٹے یہ کہ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم اچھا سمجھتے ہو کہ مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ کسیکی پس پشت کہنے سے کیا فائدہ وہ مثل مردہ کے ہے جو نفع و ضرر پر قادر نہین پس پشت بدگوئی سے وہ تمکو جواب نہین دیسکتا اپنی برائت نہین کرسکتا تمکو اس سے بچنا چاہیے۔

خدا نے زن و مرد کی خلقت کا سبب و غایت بتا دیا ہے یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ہر انسان سمجھ لے ہمنے جو تمکو پیدا کیا ہے مرد و زن اور تمکو فرقہ و قبیلہ

قبیلہ بنایا یہ صرف اسی غرض سے ہے کہ تم باہم ایک دوسرے کو پہچانو
اور تعارف کرو اجنبیت و بیگانیت نہ برتو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم
خدا کی درگاہ مین کوئی قبیلہ اور کوئی قوم کوئی ذات ایک دوسرے
سے بہتر و بزرگ نہین ایک دوسرے پر مفاخرت نہ کرے خاندان
شاہی اپنے اوپر گھمنڈ نہ کرین دوسرے کو ذلیل و حقیر و کم ادنی
اپنے سے پست نہ سمجھو خدا کی درگاہ مین سب برابر ہین بزرگی صرف
پرہیزگار کے لیے ہے جو خدا سے ڈرے وہی سب سے بڑا ہے۔
یہی برادری و آشتی کے حدود ہین اور انھین کی پابندی سے برادری
قائم رہ سکتی ہے اخوت کی جان یہی باتین ہین انھین اصول کی پابندی
سے رشتہ اخوت محکم ہوتا ہے۔

بائیکاٹ

بچون کی فطری خاصیت ہے ادنے چیز سے ڈر جاتے اور اپنے پیار کرنے
والے سے لپٹ جاتے ہین بے التفاتی کرنے والے اور اجنبی شخص کی
گود مین نہین جاتے وہ کوئی چیز دیے بہلا دے کبھی نہین مانتے رو رو کر
جل تھل بھر دیتے ہین جبتک اپنے چاہنے والے جبپر اونکو پورا اعتماد و بھروسا
ہے اوسکی گود مین نہ آوین قرار نہین لیتے اور جبپر اونکو اعتماد و بھروسا
ہے وہ کیسا ہی جھٹکے پٹکے اوسی سے چمٹتے ہین فطرت کا ایک بھاری
اور نہایت کارآمد سبق ہے جس سے بچے اپنی نوع و صنف کی بقا مین
اوسی محکم اصول سے کام لیتے ہین اور اپنے مزاحم فی البقار کو بائیکاٹ
کرتے اور اونسے احتیاط کرتے ہین یہ قوت ایک الہام کے طور پر طبائع
فطرت انسان مین ودیعت ہے جسکی پابندی سے کوئی قوم ضائع نہین ہوتی
اور کبھی ضرر نہین اٹھا سکتی ہے اتفاقیہ طور پر ضرر ہو جائے تو اسکا ذکر
نہین اسیکو اسلام نے کمال تاکید سے بتایا ہے ولا ترکنوا الی الذین

ظلموا فتمسکم النار ظلم کرنے والونپر مائل نہ ہوتا کہ آتش دوزخ تمکو بھی چھونے۔ نعمات
عام میلان، قلبی ہو، یا زبانی، اعضا و جوارح سے ہو۔ ہر میلان کی ممانعت
ہے محبت اور وہ خدمات جو دل کے میلان کا نتیجہ ہین سب کی ممانعت
ہے۔ زبانی تعریف، ظالم کو مشورہ دینا۔ ہاتھ پیرون سے خدمت نوکری
مباح کامون مین بھی اسلام مین جائز نہین ہے چہ جائیکہ ظلم کا ساتھ دینا
رسول مقبول نے فرمایا ہے "قیامت کے روز ظالم اور انکے مددگار حتی کہ
وہ لوگ جنھون نے ظالمون کو قلم بنا دیا ہو یا دوات مہیا کی ہو سبکو صندوق
مین بند کر کے جہنم کی آگ مین ڈالدینگے۔
حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے "جو شخص ظالم کی بقا کا
خواہان ہوا وسنے یہ چاہا کہ خدا کی معصیت کرے۔ اسلیے کہ خدا تو اپنی مدح
وثنا فرماتا ہے ظالمون کے ہلاک کرنے مین (اور یہ شخص اونکی بقا چاہتا
ہے پس یہ خدا کی پسندیدگی کے خلاف ہے) اور فرماتا ہے "فقطع
دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین خدا نے
ظالمونکی نسلین قطع کر دین اور حمد و ثنا اوسی خدا کی ہے جو عالمون کا پالنے والا
ہے (کافی، وافی)
پھر ایک دوسری حدیث مین فرماتے ہین "خدا پر سزاوار ہے جو شخص دنیا
مین جیسے شخص کے ساتھ زندگی کرے آخرت مین بھی اوسی کا ساتھ ہو گا
وہ شخص بھی اپنے مصاحب کا سا ہو جاویگا (کافی، وافی)
ہر سوسائٹی کا آدمی اپنے معاشرتی لوگونکا ساتھی سمجھا جاتا ہے ظالم
کا ساتھی ظالم قرار پاویگا اور اون سے نفرت رکھنے والا عادل، منصف
رحیم کریم قرار پاوے گا۔ اسلام ظلم پسند نہین نہ وہ ظالم کی اعانت
و امداد اور اونکی شرکت کا روادار ہے بلکہ فتنہ مٹانے کا حکم ہے
وقاتلوا ہم حتی لا تکون فتنۃ یہانتک لڑو کہ فتنہ بالکل مٹ جاوے اور

جہاد کا جواز محض فتنہ مٹانے کے لیے ہے یہاں تک ظلم کی ممانعت ہے
فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیہم
جو تمپر زیادتی کرے ویسی ہی تم اوسپر بھی زیادتی کرو۔ اور اس زیادتی
سے تجاوز بھی ضمناً منع کیاہے اس سے زائد عدالت و انصاف کہاں
ہو سکتاہے یہ سب ظالمون سے بائیکاٹ کے ہدایات ہین۔
یہاں تک ظالمون سے بائیکاٹ اسلام نے کیاہے کہ تجارت اور انکے اشیاء
کی خریداری ناجائز و حرام کی ہے لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل
باطل کی کمائیان بھی نہ کھاؤ۔ ظاہر ہے کہ ظالم کی اعانت و نفع رسانی
ممنوع ہے اور خرید و فروخت ظالم کو نفع پہونچاتاہے اسی اصول پر ظالم
سے بائیکاٹ چاہیے اور اوسکے مال کو نہ خریدنا چاہیے۔
حضرت جعفر صادقؑ سے ابو ربیع شامی نے یہ سوال کیا کہ کردون کی
قوم ہمارے ملک مین آکر خرید و فروخت کرتی ہے ہم انسے مخالطت و تجارت
کرین آپنے منع فرمایا (تہذیب، فقیہ، وافی)۔
دوسری حدیث مین فرمایاہے کہ مخالطت و معاملت اُن لوگون سے کرو
جنسے بہتری کی امید ہو (کافی، تہذیب، وافی)۔
دشمنون اور خطرناک لوگون سے معاملہ نہ کرنا اور اونسے بچنا یہ اُنکے اموال کا
بائیکاٹ ہے۔
امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: مجوسی سے استعانت نہ کرو (اسلیے کہ وہ
ظالم تھے) ہر چند کہ اسیقدر ہو کہ تم ذبح کے وقت بکری کے پیر اُنسے
پکڑوالو (فقیہ، وافی)۔
اور داؤد رقی سے اونھین جناب نے فرمایا: تیرے لیے یہ بہتر ہے کہ
کہنی تک ہاتھ اژدہے کے منھ مین دیدے اور اپنی حاجتون کو اونسے
طلب نکر جو خطرناک ہون (تہذیب، وافی) مذکورہ ہدایات صاف ثبوت

ظالمون اور دشمنون سے بائیکاٹ کی ہدایت کرتے ہین مسلمانون کیلیے انصاف، رحم، رواداری کی تعلیم ہے اور ظلم و ناانصافی اور فتنہ و فساد سے بچنا اونسے نفرت کرنا یہی حقیقی تعلیم اسلام کی ہے۔

مقاومت مجہول

صبح شام ہم دیکھتے ہین بچون کو جس چیز کی ضد و ہٹ ہو جاوے لاکھ بہلاؤ نہین بہلتے روتے اور مچلتے ہوے گھر بھر کو حیران و پریشان کر دیتے ہین اور جس چیز کی خواہش ہے اوسکو اپنی بڑی سے بڑی اور زبردست قوت سے پورا ہی کرا چھوڑتے ہین اور جبتک وہ خواہش پوری نہ ہو ہر قسم کی مقاومت مجہول اونکے افعال و اعمال سے ٹپکتی ہے یہانتک کہ وہ اپنی خواہشات مین کامیاب ہوتا ہے۔

دشمنون کے مقابل مین اسی مقاومت مجہول کا حکم ہے اپنی کوششونکو دشمنون سے پوشیدہ رکھو اور فتنہ و فساد سے بچو جو کرنا ہے اوسے پوشیدہ کیے جاؤ یہی انبیاء کا شعار تھا۔

حضرت یعقوب نے اپنے فرزند حضرت یوسف کو بھائیون سے خواب چھپانے کا حکم دیا قال یٰبنی لا تقصص رویاک علی اخوتک کہا اے فرزند اپنا خواب بھائیون سے نہ بیان کرنا۔

خدا نے مومن آل فرعون کے ایمان چھپانے پر تعریف کی ہے وقال رجل من ال فرعون یکتم ایمانہ اور کہا آل فرعون کے ایک مرد نے جو اپنا ایمان پوشیدہ کیے ہوے تھا۔

ہمارے رسول مقبول نے عرصہ دراز تک دعوت اسلام نہ فرمائی اور پوشیدہ رکھا فاصدع بما تومر و اعرض عن المشرکین جو آپ کو حکم ملا ہے اوسمین زحمت اوٹھائی اور مشرکون سے پرہیز کیجیے (تفسیر بیضاوی مواہب لدنیہ) حضرت رسول اپنی بعض ازواج سے اسرار چھپاتے تھے

تاکہ فتنہ نہ ہو واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ اور جب پوشیدہ رکھا نبی نے اپنے بھید کو اپنی بعض نی بیون سے۔
رسول کا غار مین جاکر چھپنا مشرکون سے (تفسیر ثعلبی) یہ بھی مقاومت مجہول تھی اسی مقاومت مجہول کا نام شیعون مین تقیہ ہے جسکے متعلق حدیث مین ہے جو تقیہ نکرے اوسکے دین نہین (کافی)۔
دوسری حدیث مین ہے جو تقیہ نہ کرے وہ مومن نہین (کافی)۔
تقیہ کے معنے لغت مین پرہیز گاری کے ہین (صحاح جوہری، صراح)۔ اور نہایۃ ابن اثیر مین ہے کہ "تقیہ یہ ہے کہ بظاہر صلح واتفاق ہو اور باطن اسکا خلاف ہو۔
بہر حال یہی مقاومت مجہول انسان کی فطرت مین ہے اور اسیکا اسلام مین حکم ہے۔

قوم پرستی

بچون مین قوم پرستی ایک نمایان صفت ہے ہر فعل انکا قوم پرستی کی دلیل ہے جسوقت سے اونکو شعور ہوتا جاتا ہے کہانے پینے چلنے اور تمام حرکات مین اپنے ہی گھر والون کی نقل کرتے ہین جو کام جسطرح سے اپنے بڑون کو کرتا دیکھتے ہین تمام دل ودماغ کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہم بھی ایسا ہی کرین جن لوگون کے جیسے خواص وعادات ہون انکی نسبت سمجھ لینا چاہیے کہ بچپن کی تربیت ایسی ہی ہوتی ہے۔ بچہ اوسی زبان مین نقل کرتا ہے جسکو وہ دیکھتا ہے۔ اخلاق مین وہ اپنے مان باپ اور گھر والونکا نمونہ ہوتا ہے۔ بچہ اپنون ہی کی تقلید کرتا ہے اور اپنی ہی صنف ونوع کے اخلاق حاصل کرکے اپنے وجود سے ایک فرد کا اضافہ کرتا ہے وہ کبھی کسی غیر کی صورت وسیرت اختیار نہین کرتا جو اوس قوم کی بقا وترقی کا سبب ہوتی ہے ہمکو دوسرون کی اندھی تقلید اور غیرون کی بیجا

بیشک اپنی قومی خصوصیات کو مٹانا اور دوسری قوم کی تذلیل اور اس قوم کی آپ ہی مزاحمت فی البقاء ہے جس قوم کا رنگ اختیار کیا ہے جس قوم کی اندھی تقلید اختیار کی ہے اس قوم کی ترقی اور اپنی قوم سے ایک فرد کی کمی کرکے اوس قوم مین ایک کمی کا اضافہ ہو یہ قوم کیلئے اپنی آپ تذلیل ہے خودداری کے خلاف اور بے غیرتی ہے خدا فرماتا ہے "یا ایھا الناس انا خلقناکم ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا وقبایل لتعارفوا

لوگون ہمنے تمکو مرد و زن سے پیدا کیا ہے اور تمکو فرقہ فرقہ اور قبیلہ قبیلہ بنایا تاکہ تم ایک دوسرے سے شناسائی پیدا کرو یہ فرقہ بندی و قومی امتیاز خدا ہی نے خلقت مین قرار دیا ہے اور انسانی آفرینش اسی طرح رہوئی کہ قومیت ممتاز رہی ایک دوسرے سے شناسائی پیدا کرے اونمین جذب و تحلیل ہوکر اپنی قومیت نہ کھو بیٹھے۔

وطن پرستی

بچون کو اپنے گھر کے سوا کہین قرار نہین آتا تھوڑی دیر گھر سے علیحدہ رہنے پر انکے دست و پا کا اشارہ یہی ہوتا ہے کہ گھر مین چلو جبتک وہ گھر مین نہین آلیتے ضد کرتے اور مچلتے رہتے ہین ہان اونکو پیدا ہوتے ہی خانہ بدوش کردو اور لیے پھرو تو پھر اونکو گھر کی پرواہ نہین رہتی حب وطن انسان کی فطرت مین داخل ہے۔

انبیاء و اولیا جنکی نظر مین ماسوے اللہ ہیچ تھا وہ بھی حب وطن سے سرشار تھے مسلمانون کے لیے جس نبی کریم کی سیرت حسنہ کی تاسی فرض ہے اس سردار انبیا کی یہ حالت تھی "ابان بن سعد مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ خدمت رسول مین حاضر ہوتے ہین آپ دیکھتے ہی فرماتے ہین کیون ابان وطن کی کیا حالت ہے۔

ابان۔ الحمد للہ سب صحیح و سالم ہین درخت اذخر یاد آوے ہے خرمے کے درخت

پھٹک گئے پتہ نکال لائے ہین۔

رسول یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائے (مجموعۂ ورام) باوجودیکہ وطن والون نے طرح طرح کی آپ کو اذیتین دین توہین کی پھر بھی اوس وطن پرست کی یہ حالت تھی کہ ہر صادر ووارد سے اہل وطن، وہان کی زمین کھیتی، پانی تک کو دریافت فرماتے تھے اشتیاق بھرے لہجہ مین فرماتے تھے کہ میرا مولد ہے اور دوسرون کو بھی وطن پرستی کا حکم فرماتے تھے "حب وطن ایمان کی نشانی ہے" (انوار نعمانیہ) وطن دشمن ایمان فروش بنے اہالیان مکہ باوجودیکہ مشرک وبت پرست تھے مگر اوس رسول برحق کی نظر مین وطن پرستی جزو ایمان تھی اللھم اھد قومنا کی ہر وقت دعا تھی۔

مستعدی

بچون مین مستعدی فطری ہوتی ہے جس کام کا ارادہ کیا فوراً کر ڈالا کوئی کسل وکاہلی اونکی مستعد طبیعت مین کام کیطرف نہین ہوتی وہ دھن کے پکے ہوتے ہین اگر انسان اس فطری خاصہ کو نہ بھلاوے مستعدی اوسکا شعار ہو کسل وکاہلی نہ کرے تو بڑے بڑے کامون کو دنیا کے انجام دیسکتا ہے وقت عزیز اوسکا بیکاری سے ضایع نہین ہوتا خدا فرماتا ہے وسارعوا الی مغفرۃ، جلدی کرو بخشش مین یعنی بخشش ومغفرت کے کام جسمین نجات اخروی ہو اون کامون کے بجالانے مین درنگ نہ کرو پھر فرماتا ہے، وخلق الانسان من عجل انسان کی خلقت جلدبازی پر ہوئی ہے۔ بیشک تدبر وغور وفکر بے انجام سوچے کوئی کام کر بیٹھنا ایک ضرر ونقصان وہ بات ہے اس مستعدی [illegible] وقت پر [illegible] کا سخت ہے سخت تاکید ہے قرآن مجید مین [illegible] کی صفت انسان مین کسل وکاہلی [illegible]

واسطے رکھی گئی ہے۔

سخاوت و ایثار

بخشش و عطا جود و سخا ایثار بچوں کی عام صفت ہے کبھی انکی فیاض طبیعت پر گرد بخل نہیں جمنے پاتی جو پایا اوٹھایا دیدیا کپڑا اوتار دینے میں تامل نہیں زیور دینے میں بخل نہیں اونکی مٹھی میں جو چیز ہو خود بھی کھاتے ہیں اور جسکی گود میں ہیں بار بار اوسکے منھ میں دیتے اور یہی خواہش ہر اشارہ سے ہوتی ہے کہ وہ بھی ہمارے کھانے میں شریک ہو یہ سخاوت و ایثار اسلام میں جسقدر ممدوح ہے وہ محتاج بیان نہیں قرآن مجید میں ہے "الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرا و علانیۃ فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون" وہ لوگ جو اپنے اموال کو شب و روز میں پوشیدہ و ظاہر دیدیتے ہیں اُنکے لیے خدا کی بارگاہ سے اجر ہے اور نہ اُنکے لیے کوئی خوف ہے نہ غم ہے۔ سخاوت بخشش سے دشمنوں کی کمی ہوتی ہے، دوست بڑھتے ہیں، مصیبت ٹلتی ہے، جان بچتی ہے، عزت بڑھتی ہے، عیوب کی پردہ پوشی ہوتی ہے، دنیاوی کام بنتے ہیں، دوسروں کا فائدہ ہوتا ہے، مصیبت و تکلیف سے ایک مصیبت زدہ کو نجات ملتی ہے۔ دوسرے کی عزت بچتی ہے، جان بچتی ہے غرضکہ ایثار و جود و سخا کے صدہا فوائد ہیں پھر اپنی ذات کے لیے جسکو خدا فرماتا ہے "وما تنفقوا من خیر فلانفسکم" نیکی کا پھل اور سخاوت کا ثمر خود تمھاری ذات کو پہونچتا ہے۔ "وما تنفقوا من خیر یوف الیکم" جو بھلائی کی انفاق کروگے اوسکا فائدہ تمھیں کو ہوگا۔ "ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا" جو بھلائی اختیار کرتا ہے اوسکی نیکی و بھلائی کو ہم زائد کر دیتے ہیں۔ "ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ" جو شخص بخل کرتا ہے یہ بخل اپنی ذات کے واسطے ہے بیشک بخل سے جو فائدہ نفس کو پہونچتے ہیں اونسے انسان

محروم رہتا ہے اور اپنی ہی نفس کیواسطے بخل ہوتا ہے بلکہ بخیل دوسروں سے بخل کا عادی ہوتے ہوئے اپنی ذات و اپنے عیال و اطفال سے بخل کا عادی ہو جاتا ہے نہ خود کھاتا ہے نہ دوسرونکو کھلاتا ہے۔

یہ ہی فطری دین اور یہ ہے اسلام کی فطرت کا مختصر خاکا مبارک ہین وہ لوگ جو فطری دین الہی کے پابند ہین اور بدبخت ہے وہ جو اپنی خلقت و فطرت سے بے پرواہ ہے اور خدا کے ڈھالے ہوئے مجسمہ کو بدنما اور بگاڑنا چاہتا ہے وباللہ التوفیق

سید احمد نقوی

دار التبلیغ کے اغراض و مقاصد

(۱) ہر سال بتاریخ ۱۹ رجب المرجب کو ہر شیعہ بستی مین مجلس فاتحہ خوانی اپنے حقیقی محسن ہادی دین رہنمائے مومنین حضرت غفرانمآب طاب ثراہ منعقد کرکے ادائے ثواب کرنا

(۲) تبلیغ اسلام جدید تصانیف کی اشاعت اور قدیم ضروری کارآمد کتابون سے

جو حضرات ہر سال مجلس فاتحہ خوانی منعقد کرکے دفتر دار التبلیغ کو اطلاع دینگے وہ معین دار التبلیغ کہے جاوینگے۔

جو حضرات کم از کم ایک روپیہ چندہ ماہوار طبع و اشاعت کتب دار التبلیغ کے واسطے عطا کرینگے وہ حامی دار التبلیغ کہے جاوینگے۔

جو حضرات مجلس فاتحہ خوانی برپا کرینگے اور نیز چندہ ماہانہ بھی دینگے وہ مربیان دار التبلیغ سمجھے جاوینگے۔

نوٹ دار التبلیغ کو جو چندہ دیا جاویگا وہ کتاب کی صورت مین بعد وضع محصولڈاک چندہ دہندگان کو واپس ہوتا رہے گا۔

کتب مطبوعہ دار التبلیغ

(۱) ورثۃ الانبیاء حالات جناب غفرانمآب اولاد و اطیاب معہ محصولڈاک ۱۲/

(۲) التناسخ ہنود مذہب کے مسئلہ کا ابطال علاوہ محصولڈاک ۲/

(۳) حیات رضوان مکان سوانحعمری ملاذ العلماء جناب سید بچن صاحب طاب ثراہ // ۱۲/

(۴) حیات فردوس مکان سوانحعمری سید العلماء جناب سید محمد ابراہیم صاحب ثراہ // ۵/

(۵) تشفیع شناعت کی مرتبہ کا عقلی و نقلی ثبوت // ۱/

(۶) سیر فلکی معراج // ۳/

(۷) عالم ذر // ۴/

سید محمد منیجر دفتر دار التبلیغ لکھنؤ ڈیوڑھی آغا میر کوٹھی محسن